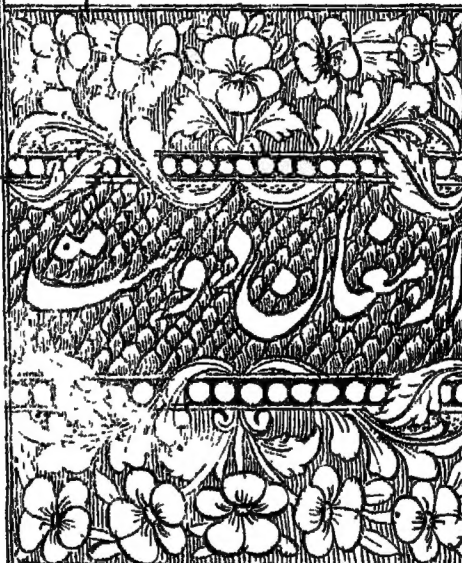


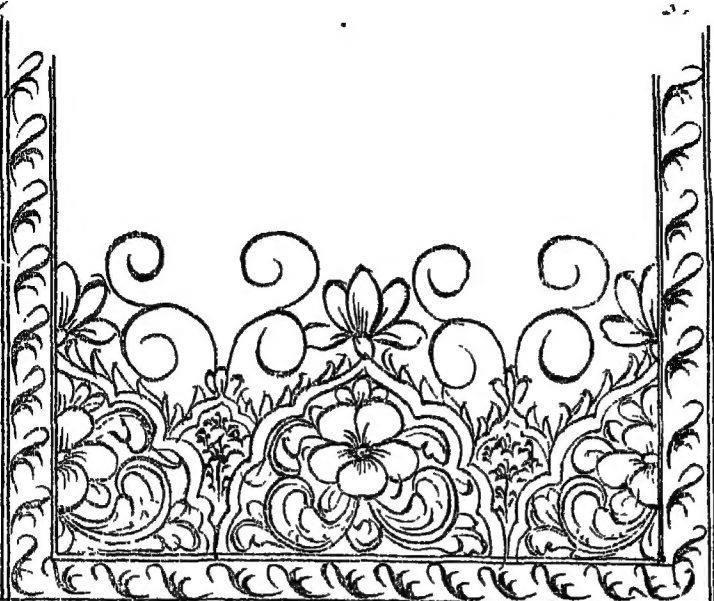
صنایع مکی مکافضل خلافت زمان
عروج عکین ان و قیاس

و امان حیرت انگیز و فسانه عبرت آمیز با نثر مستیع و نظم معنی مشهوره



از بلند خدای حکیم قاسم محمد رضی صاحب تخلص رضی و صاحبان صنعت

مطبع میثقی نشانی شهر ریای طبع



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کب ادا ہو حمد حق انسان بے بنیا و
 جس نبی کا مدح خواں معبود ہو تو نہیں
 کب ادا ہو نقبت آل رسول اللہ کی
 و کھینا محشر میں میری پہلے ہوگی غفرت
 و دروہو نام آگے کہو عرض عثمان علی
 سبیل غم سے تضرعتی بگیا شکل حباب
 زلف پیچان رو سے لکش چشم شلا سر و
 چھوٹ جاؤں قید غم سے بچ سے مجلسی
 مرغ دل اول بجا ہو زلف صاحب اللیل

عاجز و خاکی و عاصی آٹھ و ناشا و
 وصف او سکا کب بیان ہو ہر خطا و
 اس زبان سے اس زبان اس لی ناشا و
 مجھ کو نفرت ہو نبی کی آل سے اولاد سے
 ہو زبان غدب البیان ان چار تن کی
 اب کنارہ چاہیے و از خراب آبا و
 کم نہیں نہیں سے گل سے زکس و شمشاد
 عرض ہوا تنی میری شانہ نہ بغداد
 طائر جان کو مرے پر نہیں صیا و

نزلت سے منبل کو ہو دعویٰ سر ہو کیا جہاں	سر و کب ہم ہر ہوا او نکلے قد ازاد سے
عشق ابرو سے محمد میں ہر روز عید	چرخ بھی چکا لگیا شور مبارکباد سے
بیچ ہر دم اوس نبی پر دل سے صلاؤۃ سلام	سجود مت غافل نہ واکہ م خدا کی یاد سے

غوث الاعظم کی مدد ہو اور حسی کچھ غم نہیں	گردش گیتی کے جو ر و ظلم سے بیدار سے
--	-------------------------------------

مہید

خبردار او حاتمہ و لنگار	نگار زندہ داستان نگار
و کھاکو مر سے دل کو سیرین	پلا دے مجھے باوہ ہوش لہن
خدا کے لیے آج باوصبا	شگفتہ ہو غم پہ دل زار کا
نسیم تمسک کو ہوا میناز	اوڑیں لہے گل کی طرح دل کے آ
وہ مسرت ہوں باوہ شوق سے	کہ مد ہوش ہوں نشہ ذوق سے
مرباب وحدت کا ہو دین چش	سپے ماسوا کا نہ پھر محلو ہوش
جو روشن ہیں لہر مر غم کے دماغ	چمک کر بنیں گو ہر شب چراغ
یہ کیسے تصور میں ہر جان کنی	نکل جائے اس دل سے ماؤنی
بہم ساقی و جام و دلبر ہوا آج	شرابا بطور امیت ہر آج
یہ قصہ کہ وحشت ہو تقریر سے	قیامت پا ہو لے تحریر سے
تقم کو یہ قدرت یہ طاقت کہاں	رضی کیا لکھے داستان نہاں

التاس

اصرار دوستان صمیمی محبان قدیمی سے یہ جو رویدہ ستم کشیدہ خطا کیش ہر اندیش

غلوں نہ ہب و فاشرب آثر و عاصی محمد رضی عرض حقیقت گذشتہ
 کرتا ہر وقت رفتہ یاد دلاتا ہر خواب خرگوش سے جگاتا ہر نیند غفلت سے بچاتا ہر
 پراس تحریک مطلب وہ سمجھے جو ہم نوا تھا اس پیانے کا ہم پیالہ تھا نام اسکا
 ارمغانِ دوست ہر حقیقت میں ہمہ اوست ہر

لمولف

<p>دل یکستا ہر کہ لکھ حال کچھ اپنے جی کا جوشِ زن بجز طبعِ رسا ہر غواص سوزِ غم سے ہین کلیجے میں بھیسو لاکھو سب کرشنے ہین اسی ور جہان کے کسیر آپ جان دیتے ہین جی کھوتے ہین لڑکا</p>	<p>صحبتیں گزری ہوئیں یا ر کو اب یاد دلا آج تو کچھ در مضمون کے تماشے دکھلا سوزنِ خامہ سے ٹونگیے کسی دم میں لا اسکے تبدیل و تغیر میں ہین شکِ صلا احوالِ زار ہر بے فائدہ تیرا یہ کھلا</p>
---	--

ہند

<p>اک نیا سانحہ الفت کا بیان ہوتا ہر حضرتِ دل کی کرامت کا بیان ہوتا ہر</p>	<p>چند گزری ہوئی صحبت کا بیان ہوتا ہر انہی کچھ شومی قسمت کا بیان ہوتا ہر</p>
---	---

جسکو شکرِ دل عشاق تو گھائل ہو جائے
 کوئی بیجان وہیں ہو کوئی سبل ہو جائے

المدحار

ایک شب - شب تنہائی میں ہو کا عالم تھا - کوئی نموس تھا نہ ہدم تھا -
 چاندنی چادر نور کی صحنِ خانہ میں بچھائی چٹکی تھی - ماساب کی ہستابی عرش
 برین سے فرشِ زمین تک مٹھائی تھی - گلِ انجم سے چنچ نیلگون رشکِ گلشن تھا

موجود سے عالم فانی تک پہنچنا عقل و تدبیر سے دور۔ حیرت ہو کہ تو اکیلے کی توفیق
 کے کیا معنی۔ اس معنی میں صبح حیرانی۔ بس یہ نیرنگی اور کسی قدرت کا ملکہ کی بوجہ
 نمود ہو۔ قلت کو کثرت سمجھے تو بھی صنعت بیچونی کا شہ گوند ہو۔ غرض باغبان انہی
 نخل بندہ نم نیلی سے اس خوش خاک پر جو گل کھلائے ہیں۔ نئے رنگ و بود کھلائے ہیں
 برگ نور سے نئے سبز کلا ہو۔ تو غنچہ ناشگفتہ نے اور ہی گل کھلایا ہو۔ آج بہار ہو تو گل
 خزان در پے آزار ہو۔ سنبل بارتال سے پیدا ہو۔ اس نعم سے لالہ و افرا ہو۔ شعر

اس گلشن تہی میں معجب سیر ہو لیکن | جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہر خزان کا

بس یہ گل بوٹے گھاس تپے اور کے معنی وحدت کے شے ہیں۔ مطلب قدرت کے
 تھے ہیں۔ اور کسی نوات و ائم قائم پاؤں ہو۔ واحد لا شریک اور کسی شان جبار ہو۔ اور
 دنیا عبرت و دید کی جا کائنات بے ثبات ہو۔ اپنی کمائی اپنے ساتھ ہو۔ تا اسکان
 بشری یا صمدی۔ و حق معرفت خالق خود ابھال و عظمت میں مصروف ہونا باوجود
 ہرچ مرچ تعلق دنیا و ہی غافل شاغل رہنا جو دم گذرے نفس نفیس پر دال ہو
 افضل الاعمال ہو بیت جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سائے تھے ہو ورنہ ناہو
 تجھے اس خاک کے سائے تھے ہو خیالی لذت مزہ کی فحوت سے مسرور تھا۔

نشہ سرور سے چکنا چور تھا۔ کہ ایک شفیق رفیق مونس غمخوار جان بنار طرار وحد
 یسین تن غمچہ دہن۔ ماہ قدر۔ شمشاد قدر۔ گلزار گلزار بہار۔ اور رفتار رشک
 نذر کوئسار۔ نشہ نخوت سے معمور۔ دولت حسن محسن دولت سے معذور۔ مشکبو
 خوشبو گل رو۔ سنبلہ خیر۔ زلف سیاہ عنبر نیر۔ نعم اہد و ہلال عید۔ رخ تاباں قابل تہ
 اور شربت قند۔ چہرہ ارجمند پروان حسن کے پیدا۔ گویا گرد ماہ ہجوم سیارہ ہوید اہمیت

دانیج چھک نیست ہر خسارہ جانان	شر بہت قدر است کو یا نعم ریحان
ایک تو دنیا کچھ بھرے دوسرے آہن سار	ہاں رے بور و دیت میں اتوار سے تیار

برسبیل معترضہ

کسی زمانے میں دل بیدل کو اونے تعلق تھا۔ خیال خوشی میں سرسرق تھما
 کشش دل کا دکھ کی صورت دکھاتی تھی۔ پیش خاطر نقش نقناطیس کی کیفیت
 جاتی تھی۔ عین محبت سے پیش نظر رکھتے۔ مہر دم تلیوں میں جگہ دیتے۔ مرغ جان
 ہوا خواہی میں قربان۔ زیر قدم دین ایمان۔ خوفِ اقران نہ ملامت جہان۔
 اک دم کی جدائی کا ہش جان۔ بلکہ آفت کا سامان۔ حشرِ خوب دل سے مرغوب
 خواہش محبوب ہمہ دم مطلوب۔

المؤلف

دیکھ کر اس جوان رعنا کو	رشتک نہ غیرت مسیحا کو
یہی جی میں خیال کچھ دیکھے	دل صد پارہ پشکیش کیجے
طرز رفتار و طہریتِ کلام	بھولی باتوں کا ولیہ نقشِ ہدام
دن میں سو بار بادل رنجور	اونٹنے کو چے سے ہو گزرا ضرور
سوہانے سے جا کے دیکھ آنا	اور مرقرگان کی برچسپان کھانا
مگر کسی سے وہ ہم کلام ہوا	میں جلا بھنگیا تم سام ہوا
ہنسکے بولے تو جان میں جان آئی	ترجمی چٹوں سے پھر غشی چھائی
ظاہر و دل کا اندر رضی نزار	وام کا کل سے چھوٹنا دشوار

گھر گشتِ شہِ خاطر سے اپنا بھی رنگ جایا تھا دل میں جگہ پایا تھا او دھند بکھا

رغبت تھی کچھ نہیں تو تمھوڑی سی مگر محبت تھی خواہ عنایت سے جسے ملتے تھے
تقدیر کے لکھے گھر پہنچتے تھے اونکا تفضلات سے سب کچھ میسر تھا دولت و صفا
پر خزانہ فارون نہ نظر تھا۔

مولف

گھر پہ اپنے کسی چلے آتے	جاتے دم ساتھ دل لیے جاتے
کھڑے رہتے اسیداری میں	سہر بازار انتظار میں
موبو حال دل نہا دیتے	انپے جی کی ہمیں بتا دیتے
نویافت سے خود لپٹ جاتے	گھر محبت سے وہ چٹ جاتے
آشنا تھے وہ جب الفت میں	شہرہ و ہر تھے محبت میں
کہتے تھے ایک دم پھوڑ نیلے	کبھی الفت سے منہ نہ موڑ نیلے

اے رضی! قدر عنایت تھی

ہر جگہ ذکر تھا حکایت تھی

کچھ دن یوں ہی نیچے تھے سلامتی سے گزرے تھے آخر گردون دون تفرقہ پڑا
بو قلوب نے رشک کھایا۔ تفرقہ دکھایا۔ بینی فرح اقدس مائل صحبت تابستان
انس رقیبان مونس جان ہو۔ عنایت بے غایت میں کمی و کمین برہمی پیدائی
پہلے شکوہ و شکایت کے دفتر کھلے۔ برے بھلے۔ دیکھے بھالے۔ آخر دن رات
جھگڑے۔ روز قرہ کے کھیڑے۔ ہر دم سر کہہ پنی ہر ساعت کی ترش روئی سے
دل کٹا ہوا۔ طبیعت اوچی۔ تقدیر یوٹی۔ سمجھا نا نہ تھا۔ بون قہر تھا۔ باتون
باتون پر اڑتے۔ یوں بھی گہڑتے۔ قریب دن کی شہ بیتی بھلا وہ کب نہ بھلتے۔

غرض یہ نوبت آئی۔ زمانہ نے نیزگی دکھائی جا نہیں کی یہ صورت ہوئی کدورت
 طبیعت سے یہ حقیقت ہوئی آؤدھر تکدرِ مال سے آئینہ دلپر عیار آؤدھر عینِ غمی
 سے حیران باصورت سو گواراؤدھر نشہ سرور کا ناراؤدھر محبت اغیار آؤدھر چشمِ شکبار
 رشک ابرو بہار

قطعہ

گر آن بت سنگ شوق خیز دطر نے ساز و دطر نے دلخوستی ز دطر نے
 چون ہنرم تر دل حسنِ نیم دروا سوز دطر نے واشک زینر دطر نے

آخر کھنچاؤ طبیعت نے دل کو پھیرا صورت سے نفرت ہوئی محبت سے شہت
 ہوئی غمزدہ حیا کب بھائے عشوہ بی وفا کب خوش آئے مہر و محبت پیام و سلام
 جاتے رہے تاز و ناز کے انداز اور ہی نظر آتے شعرِ تمحیصِ غیر و ن سے کم
 فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی + پلبوس ہو چکا ملنا تم خالی نہ ہم خالی +
 دل بہلانے اور طبیعت کے سمجھانے کو اکثر یہ پڑھتا اور سنا بھی دیتا +

لمحظ

بانیِ جور و جفا عالم وستم کے بنیاد
 رابطہ غیر سے تعالیٰ ان نہ لگاؤں سے
 ایسی کیا جی میں ترے ہائے ستانی عالم
 پاس آتے تھے کسی کے نہ کہیں ہاتے تھے
 اب تو صحبت جو نمی ماورائے بات نمی
 آپ کی پہلی غایت وہ کمانِ ہر کہیے
 اپنے شیدا پہ بھلا ایسی جھالیوں بیدا
 او جفا کا یہ انداز میں کیجئے کب سے
 وقفہ رسمِ محبت جو جھلائی طالم
 اپنے سائے سے سد آپ ہی شہرت ہے
 یا راغیار ہوئے لطف ملاقات نمی
 دعوے مہر و محبت وہ کمانِ ہر کہیے

کیا ہوئے آپ کے وہ لطف و عنایت اگر
حیف مدنیف چھپنا جسے یشیدے جا
خیر اچھا ہوا مطلق نہیں پروا ہکو
تمنے کی ترک محبت تو مجھے پانس نہیں
تمنے کی ترک محبت تو مجھے چاہ نہیں
تمنے کی ترک محبت تو مجھے کیا طلب
ہر گھڑی دیکھ کے وہ کہتے ہیں تکیو جی
لو طرہ دار مجھے بھی کوئی ملجائیگا
عمر بھر آپ ہی چھپتاؤ گے یہ یاد رہے
اب نہ بولو گانہ بولو گانہ کبھی یاد رہے
ہم کہے دیتے ہیں آخر مجھے بواؤ گے
آپ کے عارض گلزنگ کا بابل تھامین
خال تھا چہرہ زیبا کا تمھارے بیشک
تمھی مجھی سے ترے بازار وفا کی رونق
تم نہ جانتے تھے اگر یوسف کفان تھامین
ہاں اگر آپ تھے لیلیٰ تو ہیماں ہم مخنون
آپ کے کامل مشکین تھے جنون کی زنجیر
بیری تقصیر بھی کچھ آپ کے پائی حصا
دست بستہ یہ گزارش ہو بعد عجب نواز

کیا ہوئی آپ کی وہ مہر و محبت ہم
آج تک تو نے نہ پوچھا کہ ہر کس طرح کمال
خوبصورت ہو تو سیرت نہیں پھر کیا ہکو
غم نہیں بیچ نہیں ہاں کوئی وصال نہیں
ریشک یوسف بھی اگر ہو مجھے پڑا نہیں
تمہی ہوں شافیتہ جان باختمیو بہ باب
تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی
دل کسی عاشق بقیاب کا پھیرا لگنا
ہاں کہے دیتے ہیں غم کھاؤ گے یہ یاد رہے
پھر نہ پوچھو گانہ پوچھو گانہ کبھی یاد رہے
ایسا جاننا زمین اور زمین پاؤ گے
آپ کی نرم محبت کا نخل تھا مین
زیب تھا روئے مصفا کا تمھارے بیشک
تمھی مجھی سے ترے بازار حیا کی رونق
آپ غدار تھے اگر و امق دوران تھامین
آپ شیرین تھے تو مین غیرت فرماؤ رہا
صورت قیس ہوئے اسلیے ہم کہے اسیر
جسکی آخر زمین یوں راہ بتائی حسب
کیسے بھائیٹیک بھلا آپ کے ایسے اند

کاش تو با بھی اگر مجھ سے کوئی امر خلاف	لطف تعادل کی صفائی کا کہہ دیجئے
عفو بھی دریغِ عالی ہو اگر کیجے معاف	قول ہوا پناہ آید ز کریان الطاف
منظر لطف کا محتاج ہو دلدادہ ناز	لطف فرما میں اے شاہِ تبتان بندہ نوا
لطف فرما کہ نہ ارمِ چین تابِ عتاب	گرمی کن بہنِ خستہ و خود رفتہ خراب
لطف فرما کہ ز حدِ سیکند رود و فراق	لطف فرما کہ ز دل و زور و در و فراق
ابر نیسانِ کرم بہمن مسکینِ بے سنگ	ور و ریائے نعم بہمنِ غمگینِ بے سنگ
باو شاہِ کرم و کشور حسن و احساق	نیز و سجِ صفا گوہر و سجِ شفاق

بندہ زارِ رضی چاک گریبانِ مضطر
بتو جانِ داوۃ و جانِ بانہ حیران شد

آور بھی فطرتِ بخودی میں یہ سناتا

شکر صد شکر ہوئی جلدِ ربانی تجھے	اب تو تاحشر رکھ رہو صفائی تجھے
وضع اپنی نہیں کیا کیجئے بڑائی تجھے	وہ یلین پر جو کہ ساری خدائی تجھے

بجدا ملنے سے ہم باتر ترے دھو بیٹھے
خوش رہو تم کہ تمہیں کھلے دل و بیٹھے

اب قسم کھاتا ہوں لو دل نہ لگاؤ کجا بھی	دولت و رنج نہ اس طرح اوٹھاؤ کجا بھی +
گو طر حصار بھی اس دہر میں پاؤ کجا بھی	رہا تو کیا ہو نہ میں پاس بیٹھاؤ کجا بھی

موسمِ لبِ دل کے لگانے ہی کا جانا نیز نا
رہا کیا خاکِ کربن اب وہ زانا نیز نا

برز بانِ یاروں کے یہ ذکر بھیگا ہر بار	گو کہ عاشق تھا مگر تمنا یہ بڑا غیرت دا
---------------------------------------	--

دیکھ ہو وضع کیا دیکھیے ایسا انکار	سر تک مگر گئے بس پر نہ ملا و در ہمار
کرے معشوق کسی سے تو وغنا ہی کرے	پچ کرے بات کی عاشق تو بھلا ہی کرے
میت	
میر و ماز تو باز تہو رو نہ کنسم	گردت کہہ بشود سجدہ بان سو نہ کنسم
آور کبھی حالت مینا بی مین یہ غزل پڑھتا	
یہ اشک چشمین اب جم رہے ہے ہر جا	جہاں ار کوئی دم ہے رہے نہ ہے
عرق جو منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن	ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ ہے
تو کو ہوتا ہر ماہ مین کمال زوال	ترسے بھی حسن کا عالم ہے رہے نہ ہے
تو اپنے شیوہ جو رجفاسے مت گذرے	تری بلا سے مراد م رہے رہے نہ ہے
بیان وصف جدائی مین کیا کروں وصف	
یہ اتفاق ہر باہم رہے رہے نہ رہے	
مذہبوں کی دوری زمانہ کی مہجوری سے رشتہ تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ دام محبت سے	
دل چھوٹ گیا تھا بعد ایم کے بعد یکایک تشریف لائے۔ قدم کی آہٹ پائی	
چوکنے ہوئے ٹکٹے لگے دل دھڑکنے لگا۔ سینہ پھڑکنے لگا۔ بوسے محبت آئی۔	
شوق اتھتال نے پشت قدمی چاہی۔ بیانتہ اوٹھ کھڑا ہوا۔ عافیت کیا بھلایا۔ بیت	
وہ آئے گھر مین جاوے خدا کی قدرت ہر	کبھی ہم ادا کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
شعر	
پس از مردن مرآن سرو قامت بزم آرا	قیامت آمد آما بعد خدین انتظار آمد

پہلے دریا سے بخودی میں فوب سے غوطے لگائے ڈوبے اترائے تھر عام حویلی سے
 ہوش ہوا احساس میں آئے طبیعت کو نبھالا۔ لغو رد کیا بھالا۔ تو وہ اچھا پال
 ہر بہار جال پال مال صرصر و بال ہر چہرہ از عوانی بار ناتوانی سے زعفرانی ہر دستان
 و لشکری ہر غیظ جوانی ہر جہد بلبلیں کامل مشکین کالے ہوڈتے تھے تاب چیتا سے
 سیدھے ہیں نہ مارچیان ہیں نہ آشوب جہان ہیں۔ چاہ و قن خاشاک بال سے
 بھرے ہیں ڈوسٹے والے زیرِ امان ہیں محافظ جان ہیں نہ غوغواری ہر۔ نہ
 خود آرائی ہر نہ دل آزمائی ہر نہ رعنائی ہر شتری کے ہاتھ بکے ہیں ریختا سے
 یوسف بنے ہیں دل افسردہ غمناک شگفتہ کی تمثیل ہر۔ بوئے گل نسیم سحری
 اڑا لگی تارِ بلبل سے دلیل ہر چہرے سے افسردگی عیان ہر سوز جگر کی گرمی
 نمایان ہر پوچھا فرج کیا ہر حقیقت کیا ہر بولے شکر اسکا ہر اچھا ہر کہا وہ
 حسن کی چٹھائی ہر چہرہ آرائی کیسے کیا ہر کہا انقلاب زمانہ کا دور ہر جاتے تعب
 نہ مقام غور ہر اداس کی قدرت کا تاشا ہر

قطعہ

سوال کروم و گفتم جال رو سے ترا	چہ شد کہ مورچہ در گرد ماہ جو شید است
جواب داد نہ دانم چہ بود رویم را	مگر بہ ماتم حنم سیاہ پوشید است

شعر

میں نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا شبنم	ہنسکے بولا وہ حنم شانِ خند اتھی میں نہ تھا
بہتر تو باتوں باتوں اگلی حکایتوں کا نہ کو یہ ہوا دل ملول مسرور ہوا نشہ خیالی	خوب ججے نیز نگ زمانہ کے دفتر کھلے کہا خلوت خوش میں لعبت و افسرِ آنا

سورعنایت سے گوہر مقصود پایا کہ کو کیا تھا کہا تقدیر کا لکھا ابتدا کا زامہ مقدم
 کا بہانہ اور کیا تھا کہا فطر الشیاق سے بحر جنوں کا جوش کھانا لہڑا طائرِ ول کا
 دام کامل میں پنچس جانا گھبرا کہ کو کیا تھا کہا شمع و کاپر وادہ ہونا جی جلا تا تیر
 قصہ کا نشانہ ہونا جان کھونا اور کیا تھا کہا صرصر مفارقت سے نہال شہتیاق کا
 مڑھنا سوم ماہِ جرت سے از بار مراد کا کھلانا کہ کو کیا تھا کہا نور کے تڑکنے نسیم
 سوری کی ٹھنڈک سے غنچہ تمنا کا مسکرا ناگل مقصد کا کھیلنا اور کیا تھا کہا
 سرشامِ ناکام مہر و سرہرہ بین کی ملاقات ہیہات ہیہات طائرِ آفتاب جہانِ تابا
 کا آشیانہ مغرب میں چھپنا دو لونِ وقت کا ملنا نہ انور کی چمک رنگت کی پاک
 پر تو جالِ مہِ شمال سے شفق کا پھولنا اور یہ شعریا و آنا شعر شفق پھولی نہیں
 کچھ آسمان پر مگر عکس تیرے رنگ درو کا کہ کو کیا تھا کہا وہ لوح
 نزاکت سے ہیکلامی سروخو بی کی خوشخوامی نخل مراد کی باروری تر گرس چشم کی
 عشوہ گری وہ حسنِ خدا داد کا ساف گردشِ چرخ پر تھمنا صورتِ جگرہ میں کیا پیٹھے
 کیا ہوئے گم گشتہ نیمبرہین اور کیا تھا مصرعہ آفتاب شکستہ آن ساتی نہانہ

اے صوفی میں دوں کیا پھلی صحبتوں کو

بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں

فی الحقیقت

کہ یاد آ گیا ہے وہ گلِ پیہر میں
 جسے دیکھ کر دنگ بہنِ آدہ
 دلِ عاشقان جس سے ہوا نال

دورِ اہلِ خامہ ہونفِ نزن
 وہ بوٹا سا قد جیسے شمشاد ہو
 وہ زقارِ آفتاب قیامت کی چال

تو میرے بعد و مبین دلیا	جلو میں حسیناں عالم ہزار
وہ چٹوں کی رہ رہ کے خونخوار	نگاہوں کی اونچی آل آواریاں
وہ زونے منور پہ خال سیاہ	وہ تاریک شب اور وہ شک ما
نور شتون کا دل جیسے لہرے تھا	وہ گیسو بھی اس طرح مل کھٹے تھا
کچھنی صاف کافر کی تصویر تھی	وہ سرمے کی آنکھوں میں تحریر تھی
وہ مرجان سا پنجہ و پنجہ دین	وہ یا قوت لب شک لعل لبین
تھی وہ سرنگین چشم شک غزال	وہ ابرو سے خمدار شک ہلال
زینچا سدا بادی ہو پھر سے	وہ چاہ وقتن حسین یوسف کر سے
وہ ملک عدم کی بتائی تھی راہ	کمر ایسی پتلی نہ ٹھہرے نگاہ
قیامت اور کٹے صاف زقار سے	سیحا کو سکتا ہو گفٹا ر سے
اگر دیکھے بلبل تو جو بغیر زون	نہایت ہی خوش رہتا وہ گلین
حقیقت میں وہ غیرت حور تھا	وہ حسن اوسکا عالم میں مشہور تھا
محبے خودی میں دل زار است	وہ صحرانوردی گزرا گاہ وشت
شراب و کباب و بیت گلخدار	اور وہ سیر گلزار رنگ بہار
بعیش و خوشی لا ابالی مدام	غم زرد فکری ماند سے کام
نئے ٹوہب کی باتوں میں باز گری	اداغمرہ و ناز شکل پری
ادھر دست و بازو پہ خود رشتی	بزعم خیالی اودھ خیر بکلی
بھرا سینہ کہنے سے تھا باہن	مربان پر اگر بان تو دلیں بہن
کہ جاتا رادوم میں وہ سن صفا	ہوے مجھے کیا ایک بیک برنٹلا

<p>دو گل رہا پھر نہ وہ گلستان سہال تنہا بنا نہ داغ دریغ کا شکست آن جامِ نل تہی گشت شیشہ و شکستِ نم نہا نہ آب گوہر نہ آن گوہری ہنید از شیشہ بیفتن سب بہ آن بوستانے کہ دارِ خزان</p>	<p>گلستانِ عشرت میں آئی خزان وہ بوستان جو نہ ہوا نہ داغ دریغ کا شکست باخار گل صراحی بہوازیان گشت کم نہ آنقدر جو ہر نہ آن جوہری بہر حسینان نیارید رو مگر دور باشی کہ باشد زیان</p>
--	---

باین گردش چرخ گردانِ نگر
رضی از غمِ خویش تن در گد

ایک تو شبِ ماہ اور سنائے کا عالم حکومتِ وقت صحبت یا طبیعت کو ابھارا وہ
یاد اشیق خورِ فراق - وہ ماننا چندی خود خواہی و خود پسندی - بد خوئی -
عربہ جوئی - وہ دل آزمائی و دلہاری اور چٹون کی وہ خونخواری - چھینا و ادب
شیدائی - بیجائی اور وہ ہوائی طوطا کی بلداری مازنوں کی خونخواری - صد
دوری غمِ مجوری وہ گریہ و زاری آخر شمار کی وہ سوزِ انتظار اور چشمِ اشکبار
یکسر زینِ خطر جلوہ گر ہوا - پھر تو دور و جگر ہوا - حسرت چھائی - غشی آئی - حواسِ بخت
ہوش و آموش ہوا - جانشین سے دل و جوش ہوا - کچھ تامل کچھ تاسف آو دھس
دستِ لبہ آو دھم گشت - بدنمان حیرانِ سیلِ اشک روان یا حکایاتِ گذشتہ و
رفتہ سے پہلے شائق ہوا - پھر ستغراق ہوا - خونخواری ہو آویر تصویرِ ترشال نقش
دیوارِ سبے تین حیرت سے ہمیں و حرکت ہوئے آخر دل سینے میں چلا گیا و پھلا

میاختہ آہ بانا نہ جانکاہ بلند ہوا جان دروند ہوا قطعہ

ہوئے طرح نالوں کے ہمارے ل کے سو گڑا	کہ جیسے ہوں گی صد سے طرف کل کے سو گڑا
رکھوں ہوں تیر کیسین سل اگر سینہ یہ چو	تو ہوتے شورش نالہ سے ہیں اس سل کے سو گڑا

آخر دل و لہار مغلطہ فراج یا ز منتشر و یکم یہ کہا تیر کیسین خاطر خیرین سمجھایا۔

جز حسرت و افسوس نہیں تاتھ کچھ آتا	ایام گزشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے
-----------------------------------	--------------------------------

اب خیال گزشتہ سے کیا سود ہے۔ کیا نفع کیا ہو بد و خیال حال سے ملال ہوتا ہے

جنون ابھرتا ہے دل دکھتا ہے۔ کمان کا قصہ کہاں کی بات بس گزشتہ راصلوات

پولے امی با رگو وہ حالات قصہ حکایات میں شامل ہیں اتنے قائل ہیں ہنسک

لا طائل ہیں با دمی النظر میں تکرار کلام بالیو لیا کی دلیل جو حضرت جنون کی قیل

بے قال وقیل ہے پر انسان دور آخر کیفیت ظاہر میں عور کر اگر سرد رخیالی کے نشہ

جائے دیکھے بھالے طبیعت کو نہ بھالے تو یہ طرقت ہے۔ تو راحدیت پر تو مہر

بصر شہری میں شان شمرعت سے جلوہ دیتے ہیں غیب کے پردے کھلتے ہیں

آخر مجازی سے حقیقی میں سمجھتے ہیں یہ معرفت حقیقت میں حقیقت ہے دیکھے

عشق صادق تصور رائق معشوق مقصود کو عاشق کے گھر پہنچاتے ہیں غفلت

گھر پاتے ہیں دامن مطلب بھر جاتے ہیں غم فرما دین شیریں نے جان شیریں

دی تھنوں کی آشفنگی پر لیلی کو شیفنگی ہوئی تو سفت نے منصب زلیخا پاپا جب

عشق نے آخر انپیش کش دکھایا مشہور ہو گیا کو سینگ ہوئے تھے معروف

نزدیک دور ہے۔ اسی کا نام مو تو اقبل ان نحو بقا کا مقام ہے جیکے نصیب ہیں

وہ پاسے ہیں صدق تصور و نصین کا کام جو زندہ دم موت بھرتے ہیں بیٹھے

لامکان پہونچتے ہیں یہ عالم نیست ہر اسی کے پیرائے میں ابراہیم ادرہم نے
 دلق پوشی کی بہلول ٹے بے دامون بہشت بھی منصور نے کلمہ حق سے
 انا الحق فرمایا شمس شہزینے اور ہی و عوم مجایا معروف الی الان ہو۔
 کل من علیہا فان ہر سچہ تو فیض کلام یار و ارشاد و دلدار سے دور کی سوچی
 معنی مولا محبوب سمجھے یعنی قبل موت کے جو فوت ہو وہ عشق الہی کی موت ہو۔
 عشق اللہ فنا فی اللہ ہو واللہ ہو اللہ ہو پس اس جہان گذران گذران کو
 ناپا یاد کے اثبات بے ثباتی کو چشم غور و نگاہ مائل نے نظر جانی دیکھا تو وہ
 پل پل میں تغیر منٹ منٹ میں تبدیل نظر الی دیتا ہو و از فنا کا بقا فنا و کھانی
 دنیا جو چکر دیکھا آج مفلک و چکر اور ہی رنگ سوچو دوہر نفس الامر میں دنیا
 عالم خواب ہو تیشل اسکی جاب جو حجت بیدار ہو شیار ہر جنکے نصیب جاگے وہ
 بیدار ہو اور اسی پیرائے میں شاعر خوش نہاد میان آباد نے چند کلمے لکھے ہیں
 و نصیحت کو رشتہ تقریر میں پردے ہیں سمجھنے کے قابل ہر جو نہ سمجھے غافل ہو

ترجیع بند آباد

غافل آل کار جو تیرا فنا فنا	مقتنہ جہان میں کرتی ہو کیا کیا پافنا
دنیا میں لاکھوں ہو گئے شاہ و گدافنا	کچھ اپنے درو کی نہیں کھتی و افنا
کرتی ہر روح جسم سے جسم جدا فنا	ہر کون جو جہان میں نہو گا بھلا فنا

دور پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو

غافل ہویش باش اجل عنقریب ہو

غفلت سے چونک ہویش میں آغیز ہو	غافل خدائی یاد سے تو عمر بھر ہو
-------------------------------	---------------------------------

چو یا عباد توں کا ہو جو یاے زر نہو	دشوار ہو سب کہ جو ز اور سب نہو
خوف اجل سے ایک گھڑی بچھڑ نہو	اوس دل سے سنگ خوب کہ جسکو اثر نہو
درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو	غافل ہوش باش اجل عنقریب ہو
ہرگز نہیں طلسم نیالی سے کم جان	دیکھو ثبات اسکے تماشے کو ہر کسان
سن کو زبان حال سے ہو گور کا بیان	لاکھوں ہی مجھ میں ہو گئے بے نام بے نشان
مورون کو بھی ملا دے سلیمان کا استخوان	کتنے ہی خاک ہو گئے رستم سے پہلوان
درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو	غافل ہوش باش اجل عنقریب ہو
غافل خیال و خواب ہو دنیا کا ماجرا	پیدا ہو صبح ہو تو نہیں شام کا پتلا
شیون کہیں ہو اور کہیں غل شا کا	اہل دول بشیر کہیں اور کہیں گدا
مرند کہیں ہو اور کسی جا ہو پوریا	اس انقلاب سے ہی حاصل ہو مدعا
درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو	غافل ہوش باش اجل عنقریب ہو
بہرہ ہو جسکو چاہیے عشق خدا ضرور	تو بہ ضرور کہہ کیے ہیں بہت قصور
یاو خدا میں چاہیے باقلب باحضور	تخلت کو چھوڑ حق نے دیا ہر تجھے شور
وہ سرکمان گئے جو سراستھے پر غور	مرقد میں استخوان نظر آئیگی چور چور
درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو	غافل ہوش باش اجل عنقریب ہو

کرا اپنے نیک و بد میں تو ہر وقت تیار لازم یہ چیز زبان سے تو کر شکر بے نیاز صائم ہو شکست ہوا دار روزگار ساز	اعمال نیک کر کہ شب عیش ہو دراز خالق کرے جہان میں تجھے سب سے فرما پڑھ لے دے توبہ کہ توبہ کا درجہ باز
--	---

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو غافل ہو بوش باش اجل عنقریب ہو
--

عفت میں کیوں ہو چونک در افراط و تفریط غافل نہ رہ جہان میں کارِ ثواب سے افت ہو جسکو آل رسول آپ سے	واقع نہیں جہان کے کیا انقلاب سے کم زندگی ہو بحر جہان میں حساب سے بخوف و بخیل ہو وہ روز حساب سے
--	--

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو غافل ہو بوش باش اجل عنقریب ہو
--

لازم ہو دلیں خوف قیامت مدام کر کیف تشراب ناب سے نفرت مدام کر صابر ہو کم سخن ہو قناعت مدام کر	بندہ ہو تو خدا کی عبادت مدام کر اعمال بد سے دلیں خجالت مدام کر دنیا کے کارخانے سے نفرت مدام کر
--	--

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو غافل ہو بوش باش اجل عنقریب ہو
--

غافل نہ نماز و روز و سلام سے کچھ لے تو چل تو کوچ اگر کر مقام سے آہوش میں ضرور تو میرے کلام سے	الفت ضرور چاہیے خیر الایام سے کب دور ہو بہشت علی کے غلام سے دھڑکا اجل کا تا بہر کہ تو شام سے
---	--

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہو غافل ہو بوش باش اجل عنقریب ہو
--

تیرے حضور آج نہو گویاں گور دہشتِ استخوان کے لیے ہر دمان گور تو در کے پاسبان کو سمجھ پاسبان گور	کچھ بھی خبر نہ ہوگی تجھے کل میان گور اک روز تجھ کو آئے کبابِ ہر خوان گور اک دن نظر نہ آئیگا نام و نشان گور
--	--

درِ پیشِ سب کے واسطے منزلِ عجیب ہو خافلِ ہوشِ باشِ اہلِ عنقریب ہو	
--	--

آنا جہان میں تجھے بارِ دگر نہیں عالم میں کون ہو جسے قصدِ مفر نہیں پہنچے سے شاہِ بازِ اہل کے مفر نہیں	کیون اپنے کوچ کی تجھے خافلِ خبر نہیں لاکھوں گدائیں میں بہت تاجِ وزیر کیون روزِ حشر کا تجھے مطلقِ خطر نہیں
--	---

درِ پیشِ سب کے واسطے منزلِ عجیب ہو خافلِ ہوشِ باشِ اہلِ عنقریب ہو	
--	--

لازم یہ ہے کہ نیک ہوں سارے عملِ ضرور یاں کچھ ہمیں عمارتِ وقصرِ محلِ ضرور لازم یہ ہے کہ راہِ خطا سے نکل ضرور	گر آج ہو مقام تو ہو کوچِ کل ضرور بونے سے خمِ نیک کے پائیک پھل ضرور آباد رکھ جاں میں خوفِ اہلِ ضرور
---	--

درِ پیشِ سب کے واسطے منزلِ عجیب ہو خافلِ ہوشِ باشِ اہلِ عنقریب ہو	
--	--

خاتمہ ذکرِ یارِ جفا شعار	
--------------------------	--

آسے خانہ و لہکار اب خاتمہ ذکرِ یارِ ہر ارمغانِ یار دلِ بقیرا ہو یہ نامہ یادگار
یہ لہکارِ ہر سوزِ خاطر سوزِ انِ ہر رازِ رنجانِ عیانِ ہر ارمغانِ آشوبِ جانِ پر
آتشِ نہانِ ہر تمہیری ہو فاکا کو کر ہو نہ وینا ہو دقعی ہو اور ہی فکر ہو ایک دن

کو بے یار کے پھیرے تھے اور ہی بکھیرے تھے غریب سحر الم حواس با حقہ ہوش
 نوا موش مریخو دی میں مد ہوش آب نہ وہ یار نہ انتظار نہ شب تاری نہ تشار
 وہ دن نہیں وہ رات نہیں وہ لطف نہیں وہ بات نہیں صبح نہیں و شام نہیں
 خرام ملق آیا نہیں گلگشت گلشن ہو نہ سیر حرن ہو کل ہو نہ گذار ہو خزان ہو نہ بہار ہو
 مصرعہ بدلتا ہو رنگ آسمان کیسے کیسے + کیا انقلاب زمانہ ہو - وہ قصہ انبیا ہو
 معاملہ دنیا کو ثبات نہیں دم مارنے کی بات نہیں نیز نگ زمانہ کے نیز نگ ہیں
 نئے رنگ ہیں نئے ڈھنگ ہیں کار دنیا پر مکر و کید ہو یار وفادار مونس مخمور
 سچ تو یہ ہو کہ گوگرد سنج لعل سپید ہو - ہو جو صبر معشوق بے وفا غدار ہو و کیا
 حال دنیا کی مکاری جو انسان پہ نہ غفلت گوش ہوش سے نکالے چشم بصیرت کہو
 وسیلہ حقیقت سے دیکھے بھالے تو اس عالم شود میں مقصد وجود میں وقت ہی سے
 تائیدی کی گاتین پیدا ہیں اور گزشتی و نستی ہویدا ہیں اسی مضمون میں شعر
 مصداق کلام ہو یہ کلام مشہور عام ہو طبیعت ہجو سنبرہ بار بار وئیدہ ام + مقصد
 ہفتا و قالب ویدہ ام + جو آج ہو وہ کل نہیں اور کل میں بھی کل نہیں مصرعہ
 دنیا سچ ست و کار دنیا ہنہ سچ

قطعہ

کسی کی عمر کا لبز جام ہوتا ہو	کیا کندہ نگینی پہ نام ہوتا ہو
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہو	عجب سرا ہو یہ دنیا کہ جہین شام سو
دیکھیہ عالم طفلی میں کیا تھا اور پھر کیا جب شعور ہوا اور ہی نہ کور ہوا افسوس	پاک رشتہ محبت یار بیوفا غدار پر جنا میں پابندی ہوئی طریق مجنون میں

سر ملندی ہوئی سمجھا بطریق اول ہے۔ یہ مجازی حقیقی کی پہلی منزل ہے۔ تبلیس
ابلیس۔ خیال خام ہم غلط سراسر القط۔ اول منزل کھوٹی ہوئی۔ بھیری یار
بیوفا سے دل کٹا ہوا۔ جلیسون انیسون میں ٹھٹھا ہوا۔ خوب دیکھا۔ تو کمال
مشکین زلف عنبرین کی بو میں پھنسنا بے نفع ہے۔ بے سود و لا نفع ہے۔ آئین حسن
گل میں بوہمیں۔ جس رو میں خونہ میں جس صورت میں وفا نہیں جس سیرت میں
میانہ میں گوہر ہے آب ہے۔ یہ نکتہ لا جواب ہے۔

نیا سوئی سڑک ہے کہ جن نین میں لاج + بڑی بھین اور کچھ بھری جی کیوں کے آئی کالج
یہ جو ہیں پر ہی نفع کج ادا تو ذرا بھی ان سے نہ دل لگا

یہ ہیں بیوفا یہ ہیں بیوفا یہ ہیں بیوفا یہ ہیں بے وفا
یہ دیکھا کر شہ سامری یہ پھنسا کے جلد جہان کا جی
کرے ہیں جفا کرے ہیں جفا کرے ہیں جفا کرے ہیں جفا

حافظ

<p>سمن بویان عبا ردل چو بشیند نیشا بفکر اک بلا جا ہنا چو بر بند بر بند در چشم لعل رمانی چو میار بند میختند بمعرے کین نفس با با چو بشیند بر خیزند چو منصور از مراد آنا مکہ بردارند بردارند سر شک گوشہ گیران را چو دیار بند دریا باین حضرت چوشتا قان نیازند بازارند</p>	<p>پر پرویان قرار از دل چو بستیند رستا در زلف عنبرین دلا چو لبشتان لبشتان از رویم راز پنهانی چو می بستیند میخوانند نہال شوق در خاطر چو بشیند نیشا کہ با این درد اگر در بند در ماند در ماند نخ از مهر سحر خیزان نگر دانند گردانند بدین در گاہ حافظ را چو میرانند میخوانند</p>
---	--

بس عشق خدا ہی افضل ہو۔ یہ سب سے اکمل ہو اور کسی محبت میں طرقت ہو۔
 آگے نہ شریعت ہو نہ معرفت ہو نہ ہی حقیقت حقیقت میں حقیقت ہو۔ نتیجہ کلام
 اپنا کلام ہی خاتمہ بخیر ہو تو نیک انجام ہو قطعہ

دنیائے دنی کو جو کہ فانی سمجھے	اور قصہ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت میں ہی جالتے تیر	جو مثل جباب زندگانی سمجھے

نالہ و آہ کار با یار عشق دار

آین ارخان و دوست کہ از براسے دوست آورد دم و دستم کہ دو قسم دوست
 سر اپا مغز ست بے پوست۔ چون پی بر از بردم و دیدہ حقیقت باز کردم و دیدم
 کہ دو قسم دوست و سر اپا پوست شعر مازیا ران چشم یاری و اقامت خود
 غلط بود و نچہ مانپند اہتم بہ آرمخان کہ زبانہ الیت آتش سینہ و شعلہ الیت
 خاطر بے کینہ آرمخان یار ست و یادگار از کار و دلدار۔ و گلہ از جور روزگار آرمخان
 کہ آشوب جان ست آشوب جان ست آشوب جان و آیین راز نہان کہ عیان
 نہان ست نہان آنگہ از خودی بردہ خودی گرفتہ بخودہ را خبر سے نگر فہ خدایا
 کارش میں حالش نگر باد و دم لباز افتادہ را از خود میند از رنگ مجازی بریز
 بانقش حقیقی آمیز شعر

یار بے پروا و فریاد دل میں بے اثر	من ز دل فریاد دارم ہم از فریاد رس
-----------------------------------	-----------------------------------

با یار گوید

ہمارہاں را کہ دار و نگران	بہر غنچہ گل پسینی عیان
چہ شمشاد و چہ سدر سی	را لیاوش و صورت یونہی

چہ سیمین تن لالہ رود و فسر نو	ایسے بست صبحے گلے چند روز
چہ لولہ لاد باز و لیل پیل زو	کہ این خواب گوست این گل گلو
چہ نازی بدین مہر مخی فسر مخی	بخاک آخرائی بہ این گلرخی
بدیناے دون رفتی گشتنی	چہ تدبیر و تدویر و دام فسنکی
ہمین بس کہ باکو گار جہان	نشانیم خاطر نشانیم جان
آئی بحق محمد کریم	نبی شفیع رفیع حسیم
بسحق ابوبکر و عثمان غمر	بہ بحر خلافت و زمامور
بسحق علی صاحب بل آقی	امام المدی مصدر لائق
پے آل و اصحاب خیر البشر	ہمہ از خطائے رضی در گذر
بدہ جرئہ جام وحدت مرا	و عشق مجازی حقیقی مرا

وزان پس بر باخود از بخودی +

منزہ از آرزو حرص و بدی

تاریخ

ارخان و ست جب ہوا طیا	سہر تاریخ دل نے فکر کیا
ہاتف غیب سے ندا آئی	حسن جانان کو فرود سے ہوا

تاریخ

از عزیز حکیم و اجل مد اللہ عمرہ بن انوی قاضی حکیم تراب علی حرمہ منعم	عمدہ تحریر کرد این داستان
گفت تاریخش چنین ہاتف زغیب	شد عیان تیر خفی را از ہسان
	باسر و اجد گیری از مہسان

	تاریخ	
از عنبریزی قاضی محمد فرید عالم صاحب رئیس قاضی متوصل و مہر انوار		
سال طبع کہیہ کوئی اب یاد نگار	کلیا کہی قاضی خیری نے یہ کتاب	کو چھکلاس ارمغان کو اسو فرید
شاعر و ن کو بھی ہوا آج افتخار	تاریخ	
از مولوی محی الدین صاحب تخلص متین رئیس قاضی پور وکیل عدالت سیدوان مؤلف نسخہ ہفت گل		
قصیح و ناطم و کان بلاغت خدایش زندہ دارد تاقیامت عیان گردید از شیرین لہقت ہر اوراقی گھمائے لطافت		غزیم معدن علم و لیاقت بود باش خشی مشہور عالم کتاب ارمغان نیکو فائدہ از طنز مضامینش میدہ
متین و رسال تاریخش چنین گفت ہما نا این گلستان فصاحت		
	تاریخ	
از جناب مولی محمد عبدالغفور صاحب قبلہ رئیس قاضی پورہ		
لکھوں تاریخ یہ ضرور ہوا	ارمغان دوست میں نے دیکھا	از جناب دوست سگیان لاریب
یادگار جہان عفو پر ہوا	تاریخ	از عنبریزی مولوی عیاض الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بے جہد کردم بے فکر و لی		بہر تاریخ این ارمغان

چنین داد بافت بگو شمع سرش بے گشت سرست عیسیٰ شنید	عیاض از کلام جناب انجی چو کیف کلام حکیم رضی
	تاریخ
از مولوی مفتی محمد رحیم صاحب رئیس قاضی پور شاعر متخلص بقادر	
کتاب از خالق رضی کی خوب بود کیو کیا جب غرض ہر سال بافت کہا مجھے	ہمیں شک تھاوری ہمارا کہ وہ اہل لیاقت عجب قصہ کے قالب میں لکھے نہ نصیحت میں
قطعہ تاریخ	
از مفتی محمدی حسن صاحب برادر حقیقی مفتی مولوی وحید سب	
کیا غور مدی نے جب ہلال چپک کر کہا غنچہ فکر نے	کتاب رضی دلیہ کز خروگل ہوا ببل دل کو چو غروب گل
قطعہ تاریخ از عزیزی فتح الدین مد عمرہ	
ہم بھی فخر الدین کیوں شید ہونا دیکھ کر قاضی رضی کی داستان رُوئے ہیبت سے منحور بول اوٹھ	یہ کتاب ارمغان ہر بے مثال جب خیال آیا لکھین تاریخ سال واہ والا سے شاعر نامہ خیال
تاریخ	
از مولوی محمد عباس علی صاحب رئیس قاضی پورہ شاعر نازک خیال متخلص مشتاق سرشتہ وار منصفی دھندک	
خوب نوشت ارمغان دوست بر سر دہشتم خوشین مشتاق	ہم در ارمغان بیان دوست ہست از دوست ارمغان دوست

اے رضی مرزا بزرگ اللہ	شاہ کردی زوستان دوست
بہترین اوچے خوش تاریخ	گشت پیدا از ارمغان دوست
حاصل نیست ہدیہ احباب	
دوست برکش از ارمغان دوست	
آز مخیر دوست ۹۸ ۱۲	
تاریخ	
از سید صداقت حسین صاحب سائن گوپال پرگنہ بارہ علاقہ	
سب ڈو وزن سیوان ضلع سارن	
رضی نے ارمغان میں اے صداقت	کیے درج ایسے مضمون عبرت آمیز
فرشتے دیکھ کر کہتے ہیں آئین	لکھی وہ داستان حیرت انگیز
قطع تاریخ	
از حکیم غلام محمد الدین صاحب ملازم مہاراجہ صاحب بہا	
ڈومرانوں پر گنہ بھوجو ضلع شاہ آباد	
ارمغان قاضی رضی نے غلام محمد	مرزا لکھی ہو کیا ہی لا جواب
مصرعہ تاریخ بافت نے کہا	واقعی بہتر کہی کیا یہ کتاب
تاریخ	
از شفیق قلبی محب دلی حکیم افضل حسین صاحب کرن جو مرانوں	
میرے لطف و شفیق دلی	گلستان خوبی کے سر دہی
بہار عنایت ریاض کرم	گل گلین لطف قاضی صبی

<p>شگفتہ کیا عین قصہ کو حریفہ حکایت کے ہر برگ پر نسیم مضامین دلچسپ سے بلا جب گل ارمان پھول پھول ذکر فکری تاریخ و لمین ذرا ۹۸</p>	<p>نیک طرح حاصل ہو دل کو خوشی نصیحت لکھی ہو نصیحت لکھی شگفتہ ہوئی میرے دل کی کلی مرے بے ل غامہ نے یہ کہی آفت فضل یہ یہ گل بہار رضی</p>
---	--

قطعہ تاریخ

<p>از مولوی علی حسن صاحب رئیس غازی پور متخلص ہیں</p>	<p>کہ ہر جو تو اسانی خوشنما خدا کے لیے آج ہی کھول کر جناب حکیم محمد درخی صفت ادنیٰ ممکن نہیں ہو سکے بہم کر کے مضمون نظم و شعر ہوئی فکر تاریخ جہدم مجھے</p>
<p>مجھے سیرافانہ مرغوب ہو پلا دے نئے فکر مطلوب ہو لیاقت سدا بخشے محبوب ہو طبیعت نہایت خوش اسلوب ہو کتاب ارمان لکھی کیا خوب ہو کہا دل نے تعویق میوہ ہو</p>	

ارے کیوں تو کہتا نہیں اچو حسن

یہ افسانہ لکھا بہت خوب ہو

۹۹
ایضاً

<p>کہا و حسن آج کس سوچ میں ہو یہاں مجمع شاہانِ سخن میں ہوئے تہ قیس و فراد کے قصے لکھے</p>	<p>غم و رنج جانے دو قصہ سناؤ طبیعت کو بہلاؤ غفلت میں کوئی سانہ تازہ مجھ کو سناؤ</p>
---	---

۱۳
پے ارغوان فکر تاریخ بھی ہو
کوئی مصرعہ سالِ مصلیٰ بتاؤ

بجلا ہم بھی دیکھیں تو کیا کیا لکھا ہو
کلامِ رشتی قابلِ دید لاؤ
۸۹
مصلیٰ ۱۲

ایضاً

کمانِ ہر اری ہری فکرِ رساں
اُترا اب زمینِ شہر میں تو
دکھا دے بحرِ مضمون کا توج
طبیبِ حافظِ قاضی رضی
زمانے میں کوئی ہنس نہیں ہو
غینت ہو وہ یکتا سے زمانہ
دلِ عاشق ہو جس سے پارہ پارہ
عجب بندش سے اس نظم و فکریں
کیا ہو بند اک کوزے میں دریا
کہا مجھے یہ اک دن احوالِ حسنِ تم
ہوا اس طرح جب ارشادِ عالی
مگر لکھنا پڑا جگہ بے شک
اسی حرص میں ہاتھ نے بگڑا
منا ہو تو سے بلبل سے یہ اکثر

لوشاید محوسیر آسمان ہو
کھلا دے گلِ دلِ بلبلِ طپان ہو
نہایت جوش پر طبعِ رواں ہو
لکھی اچھی کتابِ ارغوان ہو
حقیقت میں وہ فخرِ شاعران ہو
جوان و پیر و کوہِ کدو کج خوان ہو
وہ جو ہر در تیغِ داستان ہو
کیا رازِ نمان کیسا عیان ہو
یہ اعجازِ میحائے زمان ہو
لکھو تاریخ بس ختم بیان ہو
یہ سمجھا میں کہ گویا گراں ہو
کہ فرماںِ جنتی اب مرزِ جان ہو
حسنِ یہ عرض کیسا تو کمان ہو
اگلِ مضمون بہا رہے خزان ہو
۱۴

تاریخ

از مکرمی منشی شیو بھجن لال صاحب کنگڑوں ضلع غازی پور

بان مہری نے ارمنان میں کس تلاش و فکر سے
وقت فکر سال و سن بیل ہوئی کوئے نور

لکھے ہیں مضمون رنگین شیو بھجن یہ لاجواب
صنف کو طاس پر بچھو لاج کلشن بحیاب

تاریخ

از مولوی عبدالرحمان صاحب اہلحد فوجہ دہری زراپو

لطف فرما میرے حکیم بھی
ارمنان دوست اک کتاب بھی

اوی دنیا میں ہر غنیمت ذات
حیرت انگیز اوس میں ہن حالات

عیسیٰ سن میں عہد حمان نے
غور جب کی سنی سداون رات

عشق کے دام میں نہ پھرس پھینا

بات جواب گزشتہ راصلوات

حاشیہ الطبع

تا یہ خدا سے اندون میں داستان لطافت نبیان حیرت انگیز عبرت آمیز کہ جسکا
ہر فقرہ مسلسل روانی عبارت اور موج خیزی مضامین ندرت گفتاری میں سراپا ہند
بے پرست ہر جسکا نام ارمغان دوست ہو جسکو شارعیہ المثل مشہور خوش فکر کارکن
خیال حکیم قاضی محمد رضی صاحب تخلص رضی نے تصنیف فرمایا حسبے باثیر
مصنف موصوف بتقام لکھنؤ مطبع نامی منشی نول کشور میں باہر جنوری ۱۳۲۸ء مطابق
ماہ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ طبع اول الطبع نے آراستہ ہوئی اللہ تعالیٰ مطبع اہل عالم فرماوے

